سوال

(362) زیورات کی زکاۃ کا نصاب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آج کل ہمارے ہاں اہل علم اور عوام کے درمیان زیورات کی زکوٰۃ کے بارے میں شدید اختلافات چل رہے ہیں۔ ایک فریق زیور کی زکوٰۃ کا قائل ہے اور دوسرا منکر ہے۔ جناب سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ پر مدلل وضاحت فرمادیں تاکہ ہر خاص وعام مستفید ہو۔ (محمد عامر خان۔ کراچی) (۷، جولائی ۲۰۰۰ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

زیورات کی زکوٰۃ میں اہل علم کا شدید اختلاف ہے۔ ایک گروہ زکوٰۃ کے عدمِ وجوب کا قائل ہے۔ ان میں سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کے علاوہ امام مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ اور صحیح ترین قول کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ ہیں۔ جب کہ دوسرا گروہ مباح زیورات میں زکوٰۃ کے وجوب کا قائل ہے۔ ان میں سے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کی ایک معقول تعداد کے علاوہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔ فریقین کے دلائل اور مناقشہ طوالت کا متقاضی ہے۔ جس کے لیے لمبی مجلس درکار ہے۔ سرِ دست اس کی گنجائش نہیں تاہم بالاختصار دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

عدمِ وجوب کے دلائل : جو لوگ مباح زیورات میں زکوٰۃ کے قائل نہیں ان کے دلائل چار امور میں منحصر ہیں۔

۱۔ ایک حدیث جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''معرفۃ السنن والاثار'' میں عافیہ بن ایوب کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی ہے :

'لَا زَکَاةَ فِي الْحُلِيِّ ''' یعنی زیورات میں زکوٰۃ نہیں۔''

امام صاحب فرماتے ہیں : 'هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا اَصْلَ لَهٗ...الخ' ''اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔'' عافیہ بن ایوب مجہول ہے۔ اس راوی سے استناد لینے والا اپنے دین اسلام کے بارے میں دھوکہ میں ہے۔ ایسا شخص ان لوگوں میں شامل ہے جو جھوٹوں کی روایت سے دلیل لیتے ہیں۔

ہمارے شیخ علامہ محمد الامین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

''اسے جھوٹو ں کی روایت کی جنس سے دلیل قرار دینا محل نظر ہے، کیونکہ عافیہ کے بارے میں کسی نے نہیں کہا کہ یہ کذاب ہے۔ زیادہ سے زیادہ بیہقی کے خیال میں یہ مجہول ہیں۔ ان کو اس بات کا علم نہیں ہوسکا کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ سے اس کی توثیق نقل کی ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تلخیص'' میں کہا: ''عافیہ بن ایوب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔''

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا: ''مجھے اس میں جرح معلوم نہیں ہوسکی۔ بلاشبہ جس نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے اس کا قول اس سے مقدم ہے۔ جس نے اسے مجہول کہا ہے۔ اصول میں معروف ہے کہ اجمالی جرح پر مجمل تعدیل کو تقدیم حاصل ہے۔ خلاصہ یہ کہ توثیق کا قول بیہقی رحمہ اللہ کے قولِ مجہول سے اولیٰ ہے۔ اس بناء پر مذکور حدیث سے استدلال لینا ثابت ہوگیا۔

روایت ہٰذا محلِ نزاع میں نص ہوئی۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا ہمیں اس میں جرح معلوم نہیں ہوسکی۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول آثار و اقوال ہیں۔ مثلاً مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیر کفالت ان کی بھتیجیاں تھیں۔ ان کے پاس زیورات تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تھیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں اور لونڈیوں کو سونا پہناتے، پھر ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

بیہقی میں ہے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے زیورات کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا اس میں زکوٰۃ نہیں۔ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اسمائ رضی اللہ عنہ سے بھی نفی نقل کی ہے۔

۳۔ اور تیسری دلیل قیاس ہے کہ زیورات مجرد استعمال کے لیے ہیں ان سے تجارت اور نمو (بڑھنا) مقصود نہیں ہوتا۔ لہٰذا انھیں دیگر نفیس پتھروں یعنی لولو و مرجان کے ساتھ ملحق کیا جائے گا۔ وصفِ جامع یہ ہے کہ دونوں استعمال کے لیے ہیں انھیں بڑھانا مقصود نہیں۔

۴۔ اور چوتھی دلیل لغوی استعمال ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ سونے کی زکوٰۃ کے بارے میں جو الفاظ وارد ہیں، عربوں کی زبان میں وہ زیورات کو شامل نہیں۔

زکوٰۃ کے وجوب کے دلائل:

اور جو لوگ زیورات میں زکوٰۃ کے وجوب کے قائل ہیں۔ ان کے دلائل بھی چار قسموں میں منحصر ہیں۔

۱۔ وہ احادیث جن میں زیورات میں وجوبِ زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ سنن ابی داوٗد اور نسائیؒ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی روایت میں ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو کڑے تھے۔، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟'' وہ کہنے لگی، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے عوض قیامت کے دن دو آگ کے کنگن پہنائے۔'' اس عورت نے وہ دونوں کڑے آپ ﷺ کے آگے ڈال دیے اور کہا یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔ روایت ہٰذا حسن درجہ کی ہے۔ اور ام سلمہ کی حدیث ہے کہ انھوں نے سونے کے پازیب پہنے ہوئے تھے وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! (ﷺ) کیا یہ کنز (خزانے) کے حکم میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ ادا کرو، پھر یہ کنز کے حکم میں نہ رہیں گے۔''

یہ حدیث ''سنن ابی داوٗد'' اور ''سنن دارقطنی'' نے روایت کی اور ''حاکم'' نے اسے صحیح کہا ہے۔ آپ ﷺ نے ام سلمہ کو یہ نہیں کہا کہ زیور میں زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے جو روایت کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زیور میں زکوٰۃ نہیں۔'' تو یہ حدیث ضعیف ہے۔ لہٰذا اس کا اصل سے یا احادیث صحیحہ سے معارضہ کرنا جائز نہیں۔ پھر نبی ﷺ کا عمومی فرمان ہے کہ: ''جس شخص کے پاس سونا اور چاندی ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی بڑی

بڑی تختیاں تیار کی جائیں گی، جن سے اس کے پہلو اور اس کے ماتھے اور اس کی پشت کو داغا جائے گا۔''

۲۔ کئی ایک آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی اس امر کی تصریح موجود ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ اور بیہقی میں شعیب بن یسار کے طریق سے ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کو چٹھی لکھی کہ ''مسلمان عورتیں اپنے زیورات کی زکوٰۃ دیں۔'' امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ روایت مرسل ہے۔ شعیب بن یسار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ حسن بصری نے کہا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ خلفاء میں سے کوئی زیورات میں زکوٰۃ کا قائل ہو۔

جب کہ طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان سے زیورات کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ''جب وہ دو سو درہموں کو پہنچ جائیں تو ان میں زکوٰۃ ہے۔''

بیہقی رحمہ اللہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ وہ اپنے خازن سالم کو لکھتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹیوں کے زیورات کی زکوٰۃ ہر سال ادا کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔ ''تلخیص'' میں ہے کہ ابن المنذر اور بیہقی نے یہ بات ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔

۳۔ اور جہاں تک قیاس کا تعلق ہے تو انھوں نے زیورات کو ٹکڑیوں وغیرہ پر قیاس کیا ہے۔ اس جامع وصف کی بناء پر کہ یہ سب نقدی ہے۔

۴۔ اور لغوی وضع کے اعتبار سے لفظ رقہ اور لفظ ''اُوقیہ'' جو صحیح حدیث میں وارد ہے۔ سونے کی جملہ اقسام کو شامل ہے خواہ وہ ٹکڑیوں میں ہو، یا زیورات کی شکل میں۔

نتیجہ: جو لوگ وجوبِ زکوٰۃ کے قائل ہیں ان کی بیان کردہ توضیحات میں سے یہ بھی ہے کہ کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات نبی ﷺ سے نقل کی ہے جب کہ عدم وجوب کی حدیث صرف جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے کہ کسی روایت میں راویوں کا کثیر تعداد میں ہونا ترجیح کی ایک صورت ہے۔ نیز وجوبِ زکوٰۃ والی روایات عدمِ وجوب کی حدیث سے قوی تر ہیں۔ اور اصول معروف ہے کہ وجوب، اباحت (جواز) پر مقدم ہوتا ہے تاکہ احتیاطاً آدمی ذمہ داری سے فارغ ہو جائے۔ پھر صریح واضح نصوص میں اصل سونے اور چاندی میں وجوبِ زکوٰۃ کا ذکر در حقیقت امر کی دلیل ہے کہ زیورات بھی اس کی جزء ہیں۔

اور جو لوگ عدم وجوب کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ وجوب کی احادیث کا تعلق اس زمانہ سے ہے جب عورتوں پر سونا حرام تھا اور جب سونا پہننا ان کے لیے مباح ہو گیا تو زکوٰۃ بھی ساقط ہو گئی۔ لیکن صحیح اور تحقیقی بات یہ ہے کہ سابقہ نصوص کی بناء پر زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔ (وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔)

جملہ تفاصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تفسیر (اضواء البیان: ۲/۳۹۸تا۴۰۸)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، کتاب الصوم: صفحہ: 307

محدث فتویٰ